مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف

حصہ دوئم

بحوالہ

دین محمدی اور تعزیہ داری

مؤلف صوفی سعید مظہر اشرفی

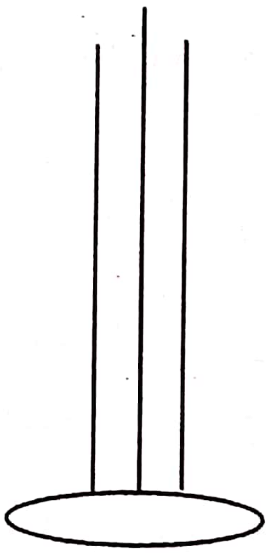
منجانب خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ
موضع شمبھوپٹی، پوسٹ بواریا، ضلع ویشالی، بہار

مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف

حصہ دوئم

بحوالہ

دین محمدی اور تعزیہ داری



مؤلف صوفی سعید مظہر اشرفی

منجانب خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ

موضع شمبھو پٹی، پوسٹ بواریا، ضلع ویشالی، بہار

فہرست مضامین دین محمدی اور تعزیہ داری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناہ اول:۔

بہت سے دینی حضرات یہ سوال کرتے ہیں کہ تعزیہ شریف کی ابتدا کب سے ہوئی۔ جہاں
تک میرے فکر کی بات ہے کہ حضرت عالی مقام امام حسین علیہ السلام کی پیدائش کے دن سے ہی
خزیہ شریف کی ابتدا ہوئی۔ حدیث پاک کی روشنی میں، جب امام عالی مقام حسین علیہ السلام پیدا
ئے تو حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا نے حضور سرور کائنات ﷺ کی گود میں لاکر رکھ دیا اور فرماتی ہیں
ھئے یہ ہے آپ کا نواسہ۔ حضور پرنور ﷺ اپنے نواسے کو بغور مسرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے،
سی درمیان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرماتے ہیں یہ جو آپ کی گود میں آپ
کا نواسہ ہے آپ کی امت کے لوگ ہی ان کو شہید کردیں گے اور یہ ہے ان کے مقتل کی مٹی جہاں وہ
شہید ہوں گے۔ حضور ﷺ اس خبر کو سنتے ہی شدت غم میں اشک بار ہوئے اور ہچکیاں بندھ
گئیں۔ حضور ﷺ کا اشک بار ہونا شہادت حسین کی خبر سن کر یہی تو تعزیت ہے اور اسی لفظ تعزیت
سے تعزیہ بنا ہے۔ کسی کی شہادت یا انتقال کی خبر سن کر شدت غم میں رونا اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔
حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد اہل عقیدت مندوں نے آپ کا مقبرہ
جب کربلا معلیٰ میں تعمیر ہوئی، اسی مقبرہ کی شکل کا تعزیہ شریف بنا کر یادگار حسین علیہ السلام مناتے
ہیں اور نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اہل عقیدت حضرات تعزیہ شریف کی زیارت کرتے ہیں
اور فیض روحانی حاصل کرتے ہیں تا قیامت فیض روحانی قائم ودائم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں
علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں، صوفی سعید کہتا ہے کہ حضرت عالی مقام امام حسین علیہ
السلام اس شہر علم کے محافظ ہیں۔ بغیر محافظ کے کوئی شہر قائم نہیں رہ سکتا ہے۔

اسی مقام سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین دین است حسین دین پناہ است حسین

سرداد نہ داد دست دردست یزید حق کا کہ بناء لاالہٰ است حسین

صوفی سعید مظہر اشرفی:۔

مرگ یزیدی اصل میں قتل حسین ہے اسلام زندہ ہوگیا کرب بلا کے بعد

خون حسین کا ذرا اعجاز دیکھئے شیشی کی مٹی سرخ ہے قتل شہا کے بعد

ایک نظر:۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ ۱۱۷۶ء میں ہندوستان تشریف لائے۔

اور بادشاہ تیمور لنگ ۱۳۹۸ء میں ہندوستان آئے۔ ۱۳۹۸

۱۱۷۶

×۲۲۲

بادشاہ تیمور لنگ سے ۲۲۲ دوسو بائیس سال پہلے حضور غریب نواز ہندوستان میں تشریف لائے، اس وقت سے ہندوستان میں تعزیہ داری قائم ہے۔

از قلم صوفی سعید مظہر اشرفی

منقبت

تعزیہ شریف

نبیؐ کے نواسوں کے در کا ہوں سائل	ہوا جن کی الفت میں دل میرا مائل
نہ شکوہ کسی سے نہ فتویٰ دلائل	حسینی ہوں میں تعزیت کا ہوں قائل
تیری تعزیت میں بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
نبیؐ نے چڑھایا ہے کاندھے پہ اپنے	لگاتے رہے ان کو سینے سے اپنے
وہ کھاتے نہیں تھے کھلانے سے پہلے	لگا تعزیہ کو پھر کاندھے سے اپنے
تیری یاد میں یہ بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
ابو بکرؓ آئے صداقت بتانے	عمرؓ آگئے ہیں عدالت دیکھانے
غنیؓ آگئے ہیں عنایت لوٹانے	حسینؑ آگئے دین احمد بچانے
شہادت میں تیری بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
مزار مقدس کا نقشہ بناکر	سبھی نے عقیدت سے اس کو سجاکر
چوما لبوں سے اور کاندھا لگاکر	حسین ابن حیدر کا نعرہ لگاکر
عبادت کی خاطر بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
خدا کی رضا اور نبیؐ کی ادا پر	کٹایا ہے سر اپنا سجدے میں جاکر
مقام شہادت کا رتبہ بتاکر	جام شہادت سبھی کو پیلاکر

شجاعت میں تیری بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
کربلا تیری عظمت پہ قربان جاؤں	تیری خاک کو اپنے ماتھے لگاؤں
تیری یاد میں رو رو آنسو بہاؤں	میرا دل یہ کہتا ہے قربان جاؤں
محبت میں تیری بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
حسینؑ ابن حیدرؑ نے سب کو سنایا	سبھی کو صداقت فضیلت بتایا
نبیؐ اور علیؑ کی حقیقت دکھایا	مگر کوفیوں کو سمجھ میں نہ آیا
تیری معرفت میں بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
بہتر شہیدوں کے ظلم و ستم میں	حسینی ہوں آنسو بہاتا ہوں غم میں
میرا مرنا جینا ہے تیرے کرم میں	پڑے رہ گئے جو ابھی تک وہم میں
زیارت کی خاطر بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
بنایا ہے جس نے یہاں فرقہ بندی	سمجھ ہوگئی ظالموں سے بھی گندی
یہ بغض عداوت ہوئی کتنی مستی	رحمتوں کے سفینے میں یہ قوم رہتی
حقیقت میں تیری بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
نہ لو نام ہرگز کبھی بے وفا کا	وہ ملعون ہے دیکھو سارے جہاں کا
رہے ورد ہر دم شہہ کربلا کا	لوٹا قافلہ جب حبیب خدا کا
بہانے کو آنسو بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
زباں کی طہارت ختم ہوگئی کیوں	یہ شیریں لطافت ختم ہو گئی کیوں

تمہاری صداقت ختم ہو گئی کیوں	حسینی شجاعت ختم ہو گئی کیوں
مٹانے کو ظلمت بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے
قافلہ دین احمد کا کربل میں جاکر	بہا خون سب کا خدا کی رضا پر
ہوئے سرخرو دین احمد بچاکر	یہی دے رہا ہے صدا تیرا مظہر
کرامت سے تیری بنا تعزیہ ہے	بہتر شہیدوں کا یہ تعزیہ ہے

ختم شد۔

صوفی سعید مظہر اشرفی

قرآن اور عزاداری :- عزاداری امام حسین کی بنیاد قرآن کے ۲۵ ویں پارے کی ۳۲ ویں آیت قل لا سعلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ شوریٰ آیت ۔۳۲۔ ترجمہ محبوب اعلان فرمادیجئے کہ میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میری اہل بیت اطہار سے محبت مؤدت کرو، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے خداوند تعالیٰ کا یہ حکم سنا تو دربار مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا یارسول ﷺ ہمیں فرما دیجئے کہ وہ کون قریبی ہیں جن کی محبت ومؤدت ہم پر فرض کردی گئی ہے۔ تو امام الانبیاءؑ نے فرمایا علی وفاطمہ والحسن والحسین وانباءھا یعنی علی فاطمہ، حسن، حسین اور ان کے بیٹے۔ نزول شوریٰ آیت ۳۲ کے بعد نبی کریمؐ نے فرمایا پس جو اللہ کے اس حکم کو مانے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھوں میں میری جان تمہارا کوئی عمل تمہیں نفع نہیں دے گا جب تک فرمان خدا کے مطابق ہمارا حق نہیں پہچانو گے پھر حضور نے فرمایا میری اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہے جو شخص کشتی میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو کشتی میں سوار ہونے سے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اور فرمایا جو محبت اہل بیت میں فوت ہوگا وہ مومن فوت ہوگا اور فرمان محمدؐ ہے کہ جو آل محمدؐ کی محبت سینے میں لے کر فوت ہوگا وہ جنت کا حقدار ہے۔ جب آیت تطہیر انما یرید للہ لیذہب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ (سورہ الاحزاب ۳۳) ترجمہ اے نبی کے گھر والو اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی کو دور کرکے تمہیں خوب پاکیزہ کردے تو امام الانبیاء نے آواز دی علی آجاؤ بیٹی فاطمہ تم بھی آجاؤ اور حسن اور حسین کو بھی ساتھ لیتی آؤ جب چاروں نفوس قدسیہ حاضر ہوگئے تو آپ نے اپنی طرف علی کو دوسری جانب فاطمہ کو اور جناب حسن وحسین کو گود میں لیا اور اپنی کالی کملی میں چھپا کر اللہ کی بارگاہ میں دعا کی یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے ہر آلودگی کو

ور فرما کر خوب پاکیزہ فرمادے، اسی لئے آپ تمام نفوس قدسیہ کو پنجتن پاک کہتے ہیں جسے اللہ پاک کردے وہی تو پنجتن پاک ہیں صحابہ کرامؓ نے حضور سے پوچھا یا رسل اللہ آپ کو اہل بیت میں کس کے ساتھ زیادہ محبت ہے آپ نے فرمایا مردوں میں علی کے ساتھ عورتوں میں خاتون جنت فاطمہ کے ساتھ اور سب سے زیادہ سرداران جنت حسن اور حسین سے محبت ہے۔

امــام الانبیاء اور عزاداری :۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز دونو کندھوں پر حضرت امام حسین کو سوار کیے سیدنا ابوبکر صدیق کے روبرو اٹھائے ہوئے ٹہلتے جاتے تھے حضرت عمر فاروق نے دیکھا تو کہا کتنی اچھی سواری ہے یہ سنکر حضور نے فرمایا اے عمر سوار بھی کتنا اچھا ہے جہان مہر نبوت ہے وہاں حسین بیٹھے ہوئے ہیں اور حضور اللہ سے دعا التجا کرتے جاتے ہیں کہ اے اللہ یہ دونوں میرے محبوب ہیں میری امت میں ان سے جو بھی محبت کرے اسے تو بھی اپنا محبوب سمجھنا۔ امام الانبیاء نے بار بار فرمایا ہے۔

حسین منی انا منا الحسین، ترجمہ:۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں یعنی دین لانے والا میں ہوں اور دین بچانے والا حسین ہے آپ نے یہ بھی فرمایا الحسن والحسین ھما ریحانتای میں دالدنیا، ترجمہ:۔ بے شک حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں آپ نے فرمایا میرا بیٹا حسن اور حسین نوجوانان جنت کے سردار ہیں بیشک میرے دونو بیٹے سید ہیں دونوں بیٹوں سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

منافق کون ؟ :۔ ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے اور یہ بھی فرمایا جو میری اہل بیت کو ستائے گا اس پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوگا۔ اور فرمایا میری اہل بیت امان ہے میری امت کے لیے جو دور کرنی ہے اختلافوں کو۔ پس جو قبیلہ یا گروہ ان سے مخالفت کرے گا وہ شیطان ہوگا۔

کربلا کی مٹی :۔ فرمان حضور ﷺ ہے روایت ہے حضرت انسؓ بن حارث سے حضرت اما الفضل بت حدث سے حضرت ام سلمہ سے حضرت عائشہ صدیقہ سے حضرت علی سے حضرت ابن عباس سے حدیث متواتر ہے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کھیل رہے تھے تو دیکھا کہ رسول ﷺ کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے ہیں اسی حالت میں آپ نے ام سلمہ سے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی پھر جبرئیل نے مجھے اس شہادت گاہ کی مٹی دی اور آپ نے فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا۔ پھر میں نے اس مٹی کو شیشی میں بند کر کے رکھا۔

جب جبرئیل امین نے حضور کو حضرت حسین کی شہادت کی خبر دی اور مقتل حسین کی مٹی دی تو آپ نے یہ خبر سن کر آنسو بہائے اور شہادت کے روز بھی حضرت ام سلمہ نے آنحضور ﷺ کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا میں ابھی اپنے بیٹے حسین کی شہادت گاہ میں گیا تھا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سرکار دو عالم کے قلب اقدس کو کس قدر رنج و غم پہنچا ہوگا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شہادت امام حسین کے غم میں آنسو بہانا سنت رسول اللہ ہے اور تعزیہ میں مٹی رکھنا حضرت جبرئیل اور ام سلمہ کی فعل حسنہ ہے چونکہ حضرت ام سلمہ نے فرمان نبویؑ کے مطابق مقتل حسین کی مٹی کو شیشی میں بند کر کے رکھی تھی اسی لئے عاشق اہلبیت ۹ محرم کے دن تعزیہ میں مٹی رکھتے ہیں اور ۱۰ محرم کو مخصوص علاقائی نقل کربلا میں اسی مٹی کو دفن کرتے ہیں اور حسین عالی مقام سے محبت و مؤدت کا ثبوت دیکر اجر و ثواب حاصل کرتے ہیں۔

یکم محرم تا چالیس دنوں تک پوری دنیا میں یاد حسین منایا جاتا ہے اور کربلا میں علم حیدری حضرت عباس علمبردار کے ہاتھوں میں تھی آپ نے اپنا دونوں بازو کٹا دیا لیکن اسلامی حسینی علم کو

کرنے نہ دیا آج مسلمانوں کی آبادی میں جو نشان، علم یا اسلامی جھنڈے محرم کے موقع پر نظر آتے ہیں یہ اسی نواسے رسول کے شہادت کی یادگار ہے جبکہ ہر ملک و قوم اپنا جھنڈا اڑا رہی ہے تو ہم مسلمان اپنا اسلامی اور حسینی جھنڈا کیوں نہ اڑائیں یہ نشان و علم بھی حضرت امام حسین سے محبت کی نشانی ہے اور بیشک یہ باعث اجر و ثواب ہے۔

صوفیاء علماء حق اور سنت نبوی :۔قرآن کی آیت کریمہ اور نبی کریم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں صوفیاء کرام اور علماء حق نے اسلام کی تبلیغ کی وہ قرآن پاک سنت رسول اللہ اور محبت اہل بیت پر مبنی تھا اس کی تبلیغ حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت خواجہ جنید بغدادی، حضرت مولانا جلال الدین رومی، حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی، حضرت سرکار غوث الاعظم، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت میر سید علی ہمدانی، حضرت سید حاجی وارث پاک عالم پناہ، حضرت قمرئی ہند، حضرت وسیم اللہ شاہ اور دنیا کے تمام سلسلوں کے صوفیاء کرام نے اہلسنت والجماعت کے چاروں امام۔ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک نے سنت رسول اللہ اور محبت اہل بیت کا حکم دے کر قوم مسلم کو گمراہی اور برائی سے بچالیا۔

صوفی تحریک کے بانی خود نبی کریم ہیں :۔صوفی تحریک کی بنیاد تو خود حضور ﷺ نے رکھی جو صحابہ مسجد نبوی کے سامنے پتھر کے چبوترے پر بیٹھے ہوئے دن رات یاد خدا اور عشق محمدی میں مشغول رہتے تھے۔ جنہیں اصحاب صفہ کہا جاتا تھا بخاری شریف میں ہے کہ حضور اصحاب صفہ سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اصحاب صفہ درویش ہیں اور مالدار اصحاب کو حکم دیتے تھے کہ انہیں کھانا کھلاؤ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ اصحاب صفہ

فقراء تھے حضور کی موجودگی میں ان کی تعداد قریب ساڑھے چار سو تھی، ستره لوگوں کے پاس صرف چادر، تہبند یا کمبل تھی۔ یہ تمام عاشق رسول ﷺ اور عاشق اہلبیت تھے: (بخاری شریف جلد اول باب ۲۹۹ کشف المحجوب صفحہ ۱۵۲)

حضرت آدم علیہ السلام سے پنجتن پاک کی ملاقات:۔حضرت آدم علیہ السلام اور حوا جنت کے تخت پر جلوہ فرماتے تھے اور اپنی ابدی زندگی پر نازاں تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تاکہ حضرت آدمؑ کو جنت کے منازل اور محلات کی سیر کرائیں حضرت جبرئیل آپ کا ہاتھ پکڑے ایک ایسے محل کے سامنے آئے جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی، دروازے زرد اور احضر کے بنے ہوئے تھے محل کے اندر تخت بچھے تھے ہر تخت پر ایک نورانی محراب بنی ہوئی تھی اس تخت پر ایک حسن و جمال کا پیکر جلوہ فرما تھا جس کے سر پر ایک نورانی تاج ضیا پاشیاں کر رہا تھا، کانوں میں موتی حلقہ گوش تھے گردن میں نورانی حمائیل آویزاں تھی حضرت آدم اس ملیح و صبیح حسن کے پیکر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوگئے اور انگشت بدنداں ہوگئے، حوا کے حسن و جمال کو فراموش کرتے ہوئے کہنے لگے اے اللہ یہ کون ہیں؟ مالک کائنات نے فرمایا یہ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہ السلام کی صورت ہیں جو سرکار دوعالم ﷺ کی بیٹی ہوں گی سر پر یہ نورانی تاج آپ کے والد کا سایہ نور ہے یہ نورانی ہار آپ کے شوہر نامدار حضرت علی کرم اللہ وجہ ہیں کانوں کے دو آویزے شہزادگان حسنین علیہ السلام ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو پانچ دروازے کھلے نظر آئے ہر دروازہ پر ایک ایک کتاب پڑی ہے جس پر کلمہ نور سے لکھا ہوا ہے۔ انا المحمود وھذا احمد دوسری پر انا العلی وھذا علی لکھا ہوا ہے تیسری کتاب پر انا لما طمہ وھذ الفاطمہ لکھا ہوا ہے چوتھے پر انا الحسن وھذ الحسن لکھا ہوا تھا پانچویں پر منی کا حسان وھذا الحسن لکھا پایا حضرت جبرئیل

لیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو کہا ان اسماء گرامی اور کلمات نامی کو یاد کر لیں شاید ایک دن
ن کی برکات سے آپ کے مسائل حل ہوں۔ جب ایک وقت آیا کہ حضرت آدم ۳۰۰ تین سو سال
تک ایک ابتلا میں آکر روتے رہے حتی کہ ندائے غیب سے یہ رہنمائی حاصل ہوئی تو آپ نے کہا یا
محمود و یا علی الاعلی و یا فطمہ و یا محسن و یا منک الاحسان اسالک بالجملتہ اور پھر کہا بحق محمد و علی و فاطمہ
الحسن والحسین ان تغفر لی وتقبل توبتی بالفور جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے آدم اگر ان پانچ
اموں کی وساطت سے اپنی ساری اولاد کے گناہوں کی مغفرت چاہتے تو آج میں تمہاری یہ دعا
بول کر لیتا یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے فتلقی آدم من ربہ کلمٰت فتاب علیہ ترجمہ اور سیکھ لئے
آدم نے چند کلمات اپنے رب سے اور پنجتن پاک کے صدقے و طفیل حضرت آدم کی دعا بارگاہ الٰہی
یں قبول ہوئی (معارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۳۰)

حضرت نوح علیہ السلام اور پنجتن پاک :۔ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے میں مصروف تھے حکم ہوا اس کشتی کے ایک لاکھ چوبیس ہزار ۱۲۴۰۰۰ تختے بنائے جائیں اور ان پر تمام انبیاء کرام کے اسمائے گرامی تحریر کئے جائیں حضرت جبرئیل کی مدد سے یہ اسماء گرامی مرتسم کر دیئے گئے دوسرے دن جب کام شروع ہوا تو دیکھا کہ تمام اسماء محو ہو چکے ہیں دوسرے دن لکھے تو ایسا ہی واقعہ دیکھا تیسرے روز وحی آئی اور حکم ہوا ان تمام اسماء کا آغاز ہمارے نام نامی سے کرو اور ختم میرے حبیب حضرت محمد ﷺ اور ان کی اہلبیت پہ کرو اس طرح یہ کشتی اللہ کی پناہ میں رہی اور شیطان کے حملے ناکام ہو گئے۔ حضرت نوح اس غیبی تعلیم کی روشنی میں انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کو لکھتے گئے خدائے رب العالمین کے نام سے آغاز کیا جب آخرین یا محمد یا علی یا فاطمہ یا حسن یا حسین کے نام نامی اسم گرامی کو کندہ کیا گیا تو غیب سے آواز آئی یا نوح الان قد تمت سفینتک (اے

نوح اب تمہاری کشتی مکمل ہوگئی) اسی لئے حضور نے فرمایا میری اہل بیت مثل کشتی نوح کے ہیں جس نے سواری کی وہ پار ہوا جس نے چھوڑا وہ ہلاک ہوگیا (معارج النبوت جلد۲ صفحہ۳۱)

غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ :۔ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی اس روز ستر ۷۰ ہزار فرشتے ان کی قبر مبارک پر نازل ہوئے یہ فرشتے آپ کی مظلومی اور حالت زار پر قیامت تک نوحہ خواں رہیں گے۔ حضرت حمزہ بن زیاتؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ دونو حضرت حسنین علیہ السلام کی قبر پر نماز (جنازہ) پڑھ رہے ہیں، غوث پاک فرماتے ہیں اس دن امام حسین نے بڑی مصیبت اور مظالم برداشت کرنے کے بعد شہادت پائی چنانچہ دنیا سے آپ (حسین) کے رخصت ہونے پر رنج وغم کرنا چاہئے۔ (غنیۃ الطالفین صفہ)

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ امام اعظم اہل بیت کی بہت زیادہ عزت وعظمت کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو محبت اہل بیت کی تاکید فرماتے اور شوق دلاتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمام لڑائیوں میں حق پر تھے۔ اہل بیت کی طرفداری کرنے کی وجہ کر عباسی خلیفہ ابوجعفر المصور نے آپ کو قید کردیا، زنداں میں روزانہ آپ کو دس ۱۰ کوڑے مارے جاتے تھے کافی دنوں تک قید و بند کی معوبتیں برداشت کی آخرکار ۱۵۰ھ میں قید خانہ میں ہی آپ کو زہر کھلا کر ماردیا گیا آپ کی وفات ایک صدیقی وشہید کی موت تھی

(علامہ ابن جرالعیمی۔ موافق خرقہ صفہ ۱۰۸ حیات حضرت امام ابوحنیفہ صفہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ :۔ امام شافعی فرماتے ہیں نہ تو رفض میرا مذہب ہے اور نہ میرا اعتقاد لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں بلاشبہ عاشق آل رسول ہوں اور غلام مولا

شکل کشا ہوں اگر اہل بیت سے محبت کرنے کا نام رفض ہے تو بے شک اے دنیا کے لوگوں گواہ رہنا بس تمام انسانوں میں سب سے بڑا رافضی ہوں (حالات حضرت امام شافعی)

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ عشق اہل بیت فرمان خداوندی اور سنت نبی کریم ﷺ ہے جو شخص حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد میں روئے اس کے آنکھ سے ایک قطرہ بھی آنسو ٹپکے تو خدا اس کے تمام گناہ معاف کرکے اس کو جنت میں جگہ دے گا۔ (مسند امام احمد بن حنبلؒ)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب وشاگردوں کو عشق آل رسول کی تلقین کرتے آپ فرماتے ہیں کہ جس نے عشق اہل بیت میں اپنی زندگی گزاری وہ کامیاب و کامران ہوا بلاشبہ عاشق اہل بیت کا مقام جنت ہے۔ (موطاء امام مالک)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ:۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ فرماتے ہیں:۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین دین ہشت حسین دیں پناہ ہشت حسین
سرداد نہ داد دست در دشت یزید حق کا کے بناء لا الہ ہشت حسین

ترجمہ:۔ حسین بادشاہ ہیں حسین بادشاہ ہیں، حسین دین ہیں حسین دین کو پناہ دینے والے ہیں۔ سر دے دیا لیکن یزید کے ہاتھ پہ ہاتھ نہ دیا، حق تو یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی بنیاد حسین ہیں۔

تقریباً ۸۵۰ سال قبل ہندوستان میں تعزیہ داری اور عزاداری امام حسین علیہ السلام کی روایت ۱۳ ویں صدی عیسوی سے ملتی ہے ۱۱۰۷ء میں چشتیہ سلسلہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتی

کی حیات میں تعزیہ داری ہوتی رہی جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ یکم محرم سے لے کر بارہ محرم تک عزاداری امام حسین کا پروگرام اجمیر شریف میں چلتا ہے۔ ۷ محرم سے ۱۰ محرم تک لوگ تعزیہ داری میں مصروف رہتے ہیں۔ ۵ محرم کو بابا فرید مسعود گنج شکر کے عرس کے موقع پر بابا صاحب کا چلہ خانہ کھلتا ہے جس میں خواجہ غریب نواز کا چاندی کا تعزیہ رکھا ہوا ہے زائرین اس کی زیارت سے فیض یاب ہوتے ہیں عزاداری امام حسین سے متعلق اصطلاحات صوفیاء کرام ہی کی بدولت ہیں یاد رہے یہ شیعہ مجتہدین یا علماء کا کارنامہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ ان کے وجود سے پہلے کی بات ہے۔ (راہ اسلام صفحہ ۷۷۔۷۸)

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر :۔ محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء عاشورہ کے دن بابا فرید کی خدمت میں حاضر تھے بابا فرید نے شہادت حسین علیہ السلام کا ذکر فرماتے ہوئے کہا تمہیں معلوم ہے اس عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ کیا گزری آپ کے فرزندوں کو کس بے رحمی سے شہید کیا گیا ان بدبختوں نے ان اللہ کے پیاروں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ دیا کیسے سنگ دل کافر بے عاقبت بے سعادت اور نامہربان تھے حالانکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ یہ دین و دنیا کے اور آخرت کے بادشاہ کے فرزند ہیں پھر بھی انہیں بڑی بے رحمی سے شہید کیا گیا، انہیں یہ خیال نہ آیا کہ کل قیامت کے دن حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے شیخ الاسلام نے یہ بات فرمائی اور ہائے ہائے کرتے ہوئے زار و قطار رونے لگے اور ایک نعرہ مار کر بیہوش کر گر پڑے پھر ہوش میں آئے پھر گر پڑے، آخر کار ۵ محرم الحرام ۶۶۵ھ میں ہائے ہائے کرتے ہوئے عشق حسین علیہ السلام میں اپنی جان دے دی۔ (راحتہ القلوب صفحہ ۵۷) آپ تعزیت کا حکم دیتے اور تعزیہ داری کرتے تھے اور آج تک آپ کے آستانے پر تعزیہ داری ہوتی ہے۔

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی مخدوم کچھوچھہ رحمتہ للہ علیہ:۔ عشرہ محرم میں رسم عزاداری برتا کرتے تھے لباس فاخرہ پہنتے تھے عیش وعشرت کے سامانوں کو ترک کر دیتے تھے، رسم تعزیت میں مشغول رہتے تعزیہ داری کی اجازت دیتے تھے اور آج تک مخدوم کچھوچھہ کے یہاں تعزیہ داری ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمتہ اللہ علیہ:۔ حضرت خواجہ نواز گیسو دراز بھی محرم میں گریہ وزاری میں مصروف رہتے تھے اور تعزیت حسین کا کا اہتمام کرتے تھے۔ خواجہ بندہ نواز گیسودراز کے یہاں آج تک تعزیہ داری ہوتی ہے۔ (جوامع الکلمہ)

حضرت شیخ مخدوم پنڈوی رحمتہ اللہ علیہ:۔ دس دن محرم کے وہ برابر گریہ کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے وہ دل بھی عجیب ہے جو خاندان رسول ﷺ اور جگر گوشگان بتول کے ماتم میں آنسو بہائے اور ان کا غم نہ کرے پس وہ شخص جو اس غم میں نہیں روتا اس کا دل دل نہیں پتھر ہے۔ آپ کے آستانے پہ آج تک تعزیہ داری ہوتی ہے۔

حضرت سید عبدالرزاق بانوی رحمتہ اللہ علیہ:۔ پر بھی عسرہ محرم کا بڑا اثر تا تھا آپ تعزیہ داری کو عین تعزیت ومحبت حسین علیہ السلام مانتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ تعزیہ کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ محض کاغذ اور پنی کا بنا ہوا ہے بلکہ ارواح مقدسہ شہدائے کربلا کی توجہ خاص ہوتی ہے۔ (کرامات رزاقیہ)

حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دھلوی:۔ حالات شیخ احمد مجد شیبانی رحمتہ اللہ جو حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی اولاد امجاد سے ہیں علوم شریعت وطریقت میں یکتائے زمانہ تھے آپ حضرت خواجہ حسین ناگوری قدس

اللہ سرہ عزیز کے مرید تھے منقول ہے کہ آپ روزانہ آدھی رات کو خواجہ غریب نواز کے روضہ پر آتے تو روضہ مبارک کا دروازہ خود بخود کھل جایا کرتا تھا آپ خاندان رسول ﷺ کے ساتھ انتہائی محبت و عقیدت رکھنے میں اپنے پیرومرشد کے طریقے پر تھے عشرہ عاشورہ ماہ محرم اور ربیع الاول کے پہلے بارہ دنوں میں نئے اور اچھے کپڑے نہ پہنتے اور ان دنوں راتوں کو زمین پر ہی سوتے، مقابر سادات میں اعتکاف کرتے ہر روز بقدر امکان حضور ﷺ کی روح پاک اور آپ کی اہل بیت کی مقدس ارواح کو ثواب ہدیہ کرنے کے لئے طعام میں توسیع کرتے تھے عاشورہ کے دن نئے کوزے شربت سے بھر کر اپنے سر پر رکھ کر سادات کے گھروں میں جاتے اور ان کے یتیموں اور فقیروں کو پلاتے، امام حسین علیہ السلام کی تعزیت میں مصروف رہتے اور ان ایام میں اس طرح گریہ کرتے گویا واقعہ کربلا ان کے سامنے ہو رہا ہے۔ (اخبار الاخیار صفحہ ۳۹۶ تا ۴۰۱)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ:۔

جو صاحب ترجمہ قرآن بھی ہیں ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہی وجہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام امت پیرومرشد کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں چنانچہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے شہادت امام حسین علیہ السلام پر روح مبارک رسالت مآب ﷺ کے نہایت رنج و غم پر اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا مرثیہ مشروع پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حاضرین مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت و گریہ و بکالاحق ہوتی ہے پس اگر یہ سب کچھ جو ذکر کیا گیا ہے فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتا تو فقیر ہرگز اس پر اقدام نہ کرتا۔ (فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۰۴) شام کربلا صفحہ ۳۰۰۔۲۹۷

حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دھلوی رحمتہ اللہ علیہ :۔
جو صاحب ترجمہ قرآن ہیں ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں انعقاد مجلس ذکر امام حسین علیہ السلام کی محرم کے مہینے میں اور اس کے سوا سننا سلام اور مرثیہ مشروع اور گریہ و بکا حال شہدائے کربلا پر جائز اور درست ہے۔ (شام کربلا صفحہ ۳۰۰)

حضرت مولانا سالمت علی خاں دھلوی شاگرد حضرت عبدالعزیز محدث دھلوی :۔ فرماتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ تعزیہ داری آثار اسلام میں سے ہے اور ایک عالم بہت سی وجہوں سے بہرہ اندوز ہوتا ہے اور اس سے دینی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ (تبصرۃ الایمان صفحہ ۲۲۰)

مفسر قرآن حضرت مولانا اشرف علی تھانوی :۔ اس نے کہا کہ میرے یہاں تعزیہ بنتا ہے پھر ہم ہندو کا ہے کو ہونے لگے میں نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دے دی۔ اور میری اس اجازت کا ماخذ ایک دوسرا واقعہ ہے کہ اجمیر میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا حکم دیا تھا۔ (اضافات الیومیہ مولانا اشرف علی تھانوی جلد۴ صفحہ ۱۸۴)

حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی :۔ تعزیوں نشانوں جلوسوں اور مجلسوں کی مخالفت کسی مسلمان کو نہ کرنا چاہئے بلکہ تبلیغی حضرات کو ان سب باتوں کے قائم رکھنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ ان میں اسلام کی تبلیغ پوشیدہ ہے۔

حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب المتوفی ۱۳۴۵ھ :۔ یقیناً قیامت تک تعزیہ داری ختم نہ ہوگی اس لئے کہ اس کا اہتمام خدا اور رسول ﷺ کی جانب سے ہے کسی کے بند کرنے سے یہ بند نہیں ہوسکتا۔ (انوار الرحمٰن التنویر الجنان صفحہ ۳۵۹)

قدوۃ المحققین حضرت مولانا حافظ محمد فائق صاحب حنفی مرحوم :۔
بعضوں کا یہ قول ہے کہ تعزیہ دیکھنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر اس فتویٰ کو مان لیا جائے تو ہندوستان میں جتنے ہیں سب حرامی ہو جاتے ہیں اس لئے کہ ہندوستان میں کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جس نے تعزیہ نہ دیکھا ہوگا۔ (دافع الذام عن جواز التعزیہ من الادلتہ الشریعتہ ۱۳۳۳ھ)

حضرت مولانا محمد نعیم اللہ صاحب قادری گور کھپوری مرحوم :۔
ہزاروں عالم فاضل گزرے کسی نے اس کو (تعزیہ کو) منع نہ کیا اور اسے برابر اچھا سمجھتے آئے پس جب ہوا زمانہ وہابیوں کا (۱۹۲۵) شیوع پایا ان سے مذہب نے تو ٹھہرایا اس کو ناجائز اور قرار دیا اس کو بت اور یہ بعید نہیں ہے ان سے کیونکہ روضۂ رسول ﷺ کو بڑا بت خانہ کہا ہے۔ عبدالوہاب نجدی نے جس سے نکلا ہے مذہب وہابی (ارشاد النعیم لدفع الئیم صفہ ۲۳)

حضرت مولانا عبدالواحد فرنگی محلی رحمتہ اللہ علیہ :۔ اس زمانہ کے علماء صالحین نے تعزیہ داری کو شعائر اسلام سمجھتے ہوئے اس کی ترویج وبقا کے لئے فتویٰ دیا ہے پس اس زمانہ کے علمائے صالحین نے تعزیہ داری کرنے کے بارے میں جو فتویٰ دیا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور تعزیہ داری کی ترویج ثواب واجر عظیم کا سبب ہے۔ مولانا نظام الدین، مولانا عبدالعلی محمد، ومولوی مجید الدین، ومولانا انوار الحق، ومولوی نور الحق اور دوسرے علمائے فرنگی محل و اطراف ہند جب تعزیہ کو دیکھتے تھے تو تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور دونو ہاتھ تعزیہ کی طرف دراز کر کے نہایت خضوع وخشوع اور عجز وانکسار کے ساتھ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (رسالہ ازالتہ الادہام)

سلطان العارفین حضرت نیاز بے نیاز شاہ احمعد بریلوی قدس سرہ العزیز :۔کو پنجتن پاک اور اہل بیت واطہار وآل رسول ﷺ سے بے انتہا عشق تھا اسی لئے آپ بلا خوف لومت دلائم علی الاعلان ہر اس چیز یا رسم کو پسند فرماتے جس کا تعلق بزرگان مزکور سے شق ومحبت میں اضافہ یا ان کی یاد تازہ کرنے سے ہو یہ آپ کی فطرت وطبیعت کا تقاضا بھی تھا اور س میں عشق پنجتن پاک کی تبلیغ واشاعت کی مصلحت بھی پوشیدہ تھی اس معاملے میں بھی آپ کا سلک احکام قرآن اور سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق تھا آپ یوم عاشورہ کو تعزیہ کی زیارت کے رض سے بعد دو بجے شب ضرور تشریف لے جاتے تھے اور پانچ سات تعزیوں کی زیارت کر کے اپس آتے آخر عمر میں جب چلنے کی قوت نہ رہی فالج کا اثر بھی ہو گیا تعزیہ کی زیارت کے قصد سے معذور تھے حضرت مستغرق بیٹھے تھے کہ صورت نورانی حضرت جناب فاطمہ سیدہ علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی فرمایا کہ میاں آج ہمارے بچوں کی زیارت کو نہیں اٹھو گے حضرت پر رقعت طاری ہوئی خدام کو حکم ہوا ہم کو لے چلو عرض کیا کہ حضور کو چار پائی پر لے چلیں فرمایا نہیں پیدل لے چلو چنانچہ دو خدام نے دونو جانب سے بغلوں میں اپنا کندھا دیا اور حضرت نے پانچ تعزیوں کی زیارت سے فرصت حاصل کی آخری دم تک آپ کا یہی حال رہا ایک مرتبہ سورت کے رہنے والے ایک عالم دین حضرت بے نیاز شاہ نیاز کے ہمراہ ہوئے ہمیشہ کی طرح حضرت کی یہ عادت تھی کہ تعزیے کے تخت کو ہاتھ لگا کر اپنے منہ اور قلب پر پھیرتے تھے مگر اس مرتبہ حضرت نے تعزیہ کے تخت کو بوسہ دیا اس پر مولوی صاحب کے دل میں یہ خیال گزرا کہ حضرت نے یہ کیا غضب کیا حضرت ان کے خطرہ قلبی پر آگاہ ہو کر ان سے ایک تعزیے کی دیکھنے کو کہا مولوی صاحب نے دیکھا کہ تعزیے کے دونو جانب حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام تشریف رکھتے ہیں ایک کا لباس سرخ اور

دوسرے کا سبز ہے مولوی صاحب کو تاب مشاہدہ نہ ہوا، گر پڑے اور ان پر بیحد رقت طاری ہوئی یہاں تک کہ لوٹنے لگے، حضرت وہاں سے دوسرے تعزیے کی طرف تشریف لے گئے۔ (کرامات نظامیہ صفحہ ۳۷ مخزن الخزائن صفحہ ۳۳۶)

سرتاج العارفین سید حاجی وارث عالم پناہ قدس سرہ العزیز:۔

کا ارشاد ہے کہ خبردار تعزیہ کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ خالی کاغذ پنی اور بانس کی کھپوں کا ڈھانچہ ہے ملحوظ رہے کہ ارواح قدسیہ سید الشہداء علیہ السلام اور جملہ شہدائے کربلا اس طرف متوجہ ہوتی ہے، وارث پاک عالم پناہ ماہ محرم میں تعزیہ خانوں میں جاتے تھے، جب تعزیہ دار تعزیوں کو لے کر چلے جاتے تھے تب حضور وارث پاک حجرہ کے اندر تشریف لاتے تھے تعزیوں کو دیکھتے وقت چہرہ انور کی عجیب حالت مشاہدہ میں آتی تھی اور دیر تک حضور انور عالم سکوت میں رہتے تھے، عشرہ محرم اور چہلم کے روز آستانہ عالی پر سبیل رکھی جاتی تھی عزہ محرم سے عشرہ تک آپ مرثیے بھی سنتے تھے اور اہل بیت کرام کی محبت شجاعت و بہادری کے تذکرے سماعت فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ حقانیہ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ کراچی، مولوی فضل حسن صدیقی وارثی)

سراج السالکین حضرت مولانا صفی محمد افتخار الحق عرف بسمل شاہ قمرنی ہند رحمتہ اللہ علیہ:۔ فرماتے ہیں کہ تعزیہ حسین علیہ السلام بہ توجیہہ نیت عین تعزیت حسین ہے اور تعزیت حسین فعل حسن و جائز فی الشریعت ہے کیونکہ اسم حسین مسمی اسم صفت اللہ الولی ہے ذکر اللہ کے زبان، خیال، دل یا روح میں جاری کرا دینے کا آلہ عظیم ہے اور جو شے آلہ ذکر اللہ ہو وہ کسی قائدہ شرعی کے ہرگز ہرگز شر الامر نہیں وہ محدث نہیں اور جو شئے محدث نہیں وہ بدعت نہیں اور جو شئے بدعت نہیں وہ ضلالت نہیں اور جو ضلالت نہیں و یقیناً مدخل جنت ہے۔

حضرت فرماتے ہیں اسلام محض علم شریعت ہی کا نام نہیں بلکہ اسلام علم شریعت علم طریقت علم حقیقت علم معرفت چاروں کو محیط ہے۔ فرمان نبی کریم ﷺ ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشریعتہ اقوالی والطریقتہ افعالی والحقیقتہ احوالی والمعرفتہ اس المال: ترجمہ فرمایا حضورؐ نے شریعت میرے اقوال ہیں تحقیق طریقت میرے افعال ہیں اور تحقیق حقیقت میرے احوال ہیں اور تحقیق معرفت میرا مقصود کل الکل ہیں اگر علم شریعت سے فعل تعزیہ حسین ثابت نہیں ہوتا تو علم طریقت کے مسائل میں غور کرو اگر اس میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوتی ہو تو حقیقت کے طرف رجوع کرو جو حقیقت سے بھی مانی الضمیر حاصل نہ ہوتا ہو تو معرفت کی سمت توجہ مبذول کرو اور جو معرفت سے بھی فعل تعزیہ سمجھ میں نہ آئے تو سمجھو کہ تمہارے قلب پر خدا کی مہر لگ چکی ہے۔ (براہین قاطعہ جواز تعزیہ) صفہ ۹۔ ۲۸۔ ۳۱)

ختم اللہ علی قلوبھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم: ترجمہ اللہ نے ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۷)

قرآن شریف کے شورہ (الاعراف آیت نمبر ۲۲) کا ترجمہ ہے (ہم نے جہنم کے لئے بہترین جن اور انسان پیدا کئے ہیں ان کے پاس دل ہے مگر ان سے سوچتے سمجھتے نہیں ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے پاس کان ہیں مگر ان سے سنتے نہیں وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے ہیں اور یہی لوگ غفلت میں ہیں)

قرآن شریف کے شورہ (الاعراف آیت نمبر ۹۱) میں اللہ پاک کا اعلان ہے ترجمہ (پس جو لوگ نبیؑ پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی مدد اور حمایت کی اور اس نور کا اتباع کیا جو اس کے ساتھ اُترا

ہے وہی فلاح پانے والے ہیں)۔کفر اور منافقت کے خلاف لڑنا رسول کی مدد کرنا ہے اور پنجتن پاک اور حضرت امام حسین کی محبت تعزیہ اور اتباع رسول ﷺ کی حمایت کرنا ہے اور بلاشبہ پنجتن پاک نور مصطفیٰ ﷺ ہیں۔حضرت امام احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نہ نور کا

عہد رسالت میں ہی نور محمد ﷺ کو بجھانے کے لئے کافروں اور منافقوں کی ایک جماعت سرگرم عمل تھی۔۱۰ر رمضان ۸ھ مطابق یکم جنوری ۶۳۰ء کو مکہ فتح ہوا منافقوں کی ایک جماعت جان کے خوف سے بظاہر مسلمان ہوئے لیکن در پردہ اسلام کی بیخ کنی کی کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ قرآن پاک میں اللہ کی جانب سے شورہ منافقون کا نزول ہوا جب منافقوں کی منافقانہ حرکت حد سے سوا ہوگئی تو امام الانبیا ﷺ نے خم کے مقام پر ۹ ذی الحجہ ۱ھ مطابق ۶۳۱ء ۹۰ نوے ہزار مسلمانوں کی موجودگی میں اعلان فرمایا من کنت مولا۔فعلی مولا۔اے ایمان والوں سن لو کہ جن کا میں مولا ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی ان کے مولا ہیں جس طرح میری اطاعت تم پر فرض کی گئی ہے اسی طرح علی کی اطاعت بھی تم پہ فرض کردی گئی ہیں۔حضورؐ نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ لہٰذا جو علم علم شریعت علم طریقت علم حقیقت علم معرفت کا ارادہ کرے وہ دروازہ علی پر آئے جابر بن عبداللہ سے مروی ہے (ازلتہ الخلفاء صفہ ۵۰۹) اس کے بعد آیت قرآنی کا نزول ہوا۔ترجمہ میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی یہ نعمت (علی) پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔اللہ نے قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دوسرے فرائض کے ساتھ حضرت علی کرم وجہہ اور اہل بیت کی اطاعت اور محبت بھی لازمی قرار دیا کیوں کہ قرآن میں ہے۔من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ترجمہ: جس نے رسولؐ کی اطاعت کی تحقیق اس نے خدا کی اطاعت کی (النساء ۱۱۰) قرآن

نریف میں اطاعت رسول کا حکم سینکڑوں جگہ پر آیا ہے اس لئے فرمان رسول اکرمؐ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت تم پہ لازم ہے تو یہ بحکم خدا ہے قرآن پاک کے کسی بھی آیت کا انکار اور رسولؐ کے کسی بھی مستند حدیث کا انکار کرنے والا یا تو کافر ہے یا منافق ۔ کیونکہ ترمذی شریف ۔ بخاری شریف ۔ سائی شریف ۔ مسند شریف وغیرہ میں حدیث متواتر ہے حضرت ابوسعید البخاری سے حضرت ابوزر غفاری سے حضرت سلمان فارسی سے حضرت انس بن مالکؓ سے حضرت زید بن ارقم سے اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین سے کہ ہم لوگ منافقوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بغض اور عداوت سے پہچان لیا کرتے تھے کیوں کہ احمد ابن حنبل اور حاکم نے بسند صحیح حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے آپ فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے خدا کو گالی دی ۔ منافقوں کی نشاندہی اور حضرت علی کی فضیلت میں بے شمار فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حضرت علی بلا شبہ شمع ہدایت ہیں آپ پنجتن پاک میں شامل ہیں اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ بیدم شاہ وارثی فرماتے ہیں بیدم یہی تو پانچ ہیں مقصود کائنات، خیر النساء حسین و حسن مصطفیٰ علی، بحکم اللہ اہل بیت کی محبت و مؤدت مسلمانوں پہ فرض کی گئی ہے اور پنجتن پاک کے نور کا اتباع کرنے والو کے لئے جنت کی بشارت ہے ۔

خلافت راشدہ کے آخری دور میں تمام اصحاب حق مہاجر اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ ہم لوگ آپ کے سوا اور کسی کو خلافت کا اہل نہیں سمجھتے ہماری درخواست قبول کریں اور ہاتھ بڑھائیں تو حضرت علی نے فرمایا مسجد میں چلو وہیں کھلے عام اپنے امیر کا انتخاب کرو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین نے ۳۵ھ بمطابق ۶۵۶ء میں حضرت علی کے ہاتھوں پہ بیعت کی خانوادہ محمدی سے کسی فرد کا بیعت لیا جانا تھا

کہ منافقوں کے سینے پہ سانپ لوٹ گیا اور خون عثمان بن عفان کا بہانہ بنا کر امیر شام نے خلافت راشدہ سے بغاوت کا اعلان کر دیا تین سال تک حضرت علی منافقوں اور باغیوں کی بغاوت کو کچلتے رہے آخر شعبان ۳۸ھ میں جنگ صفین کا خوں ریز معرکہ ہوا حضرت علی کی جانب سے ۲۵ ہزار عراقی کام آئے جبکہ معاویہ بن ابوسفیان کی جانب سے ۴۵ ہزار شامی قتل ہوئے آخر میں لیلۃ الحریر کا فیصلہ کن معارکہ پیش آیا جب امیر شام کو یقین ہو گیا کہ شکست یقینی ہے تو نیزے پہ قرآن شریف اٹھا کر تحکیم کی چال چلی، حضرت علی نے بہتر سمجھایا کہ یہ جنگی چال ہے مگر سپاہی نہ مانے اور یہ جنگ بند کرنی پڑی اس جنگ کے بعد خارجیوں کا ظہور ہوا، خارجیوں نے بھی حضرت علی کو کافی پریشان کیا، معاملہ تحکیم کے بعد حضرت علی کی خلافت راشدہ کے خلاف امیر شام نے اپنی خلافت کے لئے بیعت لی اور باضابطہ مملکت اسلامی دو حصوں میں تقسیم ہو گیا (شیعان معاویہ کو چاہنے والے بنو امیہ کے طرفدار تھے اور شیعان علی (حضرت علی کو چاہنے والے) خانوادۂ رسول کے طرفدار تھے (تاریخ اسلام۔صفحہ ۱۷۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ:۔ نے اپنی کتاب ازلتہ الخلفاء جلد ا صفحہ ۳۲۷ پہ کئی احادیث مبارکہ نقل کی ہیں ابن ماجہ بروایت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب دو خلیفہ کی بیعت کی جائے تو جوان میں پچھلا ہے اسے قتل کر ڈالو۔ دوسری حدیث اسی صفحہ پہ ہے کہ جب ایک خلیفہ کی بیعت ہو جائے تو پھر اگر کوئی دوسرا شخص جھگڑنے کے لئے آئے تو تم لوگ اس دوسرے کی گردن مار دو اسی طرح کی کئی حدیث موجود ہیں صفحہ ۳۵٦ میں ہے رسول ﷺ نے فرمایا میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے ایک فتنہ مدینہ سے شروع ہوگا، ایک یمن سے، ایک شام سے، ایک مشرق سے، ایک مغرب

سے اور ایک وسط شام سے جس کا نام سفیانی ہوگا، فتنہ شام بنی امیہ کے سبب ہوگا صفحہ ۳۶۰ پہ ہے کہ حضور ؐ نے فرمایا میں تمہیں فتنہ احلاس سے ڈراتا ہوں مراد بنی امیہ کا فتنہ جو شام سے شروع ہوگا، جنگ صفین میں حضرت عمار بن یاسر، حضرت علی کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے صفحہ ۴۵۶ میں ہے حضور نے فرمایا اے عمار تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گی یہ حدیث متواتر ہے اور کئی اسناد سے ثابت ہے۔

ان تمام حدیث مبارکہ فرمان رسول ﷺ اور تواریخ سے ثابت ہے کہ امیر شام والد یزید ملعون کی حکومت منافق اور باغی کی حکومت تھی اور حضور نے والد یزید ملعون کو قتل کا حکم دیا تھا اور امیر شام کی حکومت اور بادشاہت کو سفیانی بنی امیہ کا فتنہ قرار دیا۔ صفحہ ۳۳۰ میں حضور ؐ نے فرمایا میری امت کو بنو امیہ کے بادشاہوں کے ہاتھوں تکلیف پہونچے گی آخر کار گروہ منافقین کا ایک منافق ابن ملجم نے ۱۸/رمضان ۴۰ھ کو فجر کے نماز کے وقت جب علی کرم اللہ وجہہ مسجد میں تھے زہر آلود خنجر سے وار کیا، حالت زخم میں لوگوں نے حضرت علی سے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو ہم امت کا خلیفہ بنا دیجئے لیکن آپ نے انکار کر دیا اور لوگوں کی رائے پہ اس بات کو چھوڑ دیا اور آپ ۲۰/رمضان ۴۰ھ کو شہید ہو گئے، آپ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام خلیفہ ہوئے لیکن والد یزید ملعون نے انہیں بھی چین سے رہنے نہ دیا اور آپ چند شرائط کے ساتھ معاویہ بن ابوسفیان والد یزید ملعون کے لئے تخت خلافت کو چھوڑ دیا لیکن افسوس امیر شام نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے بھی دغابازی کی، امام حسن نے امیر معاویہ سے جو امور طلب کئے تھے وہ یہ تھے کوفے کے خزانے کی تمام رقم فارس کا خراج انہیں دیا جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب شتم نہ کیا جائے امیر شام والد یزید ملعون نے سب وشتم (گالی گلوج) سے باز رہنے کو منظور کیا لیکن بعد میں یہ شرط بھی پوری نہ کی اور دور بنو امیہ کے ۹۰ برسوں تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اطہار علیہ السلام پہ گالی گلوج کا

سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ انہیں کے خاندان کے ایک نیک صفت خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے یہ سلسلہ بند کیا (کامل ابن اثیر صفحہ ۲ تاریخ طبری صفحہ ۴) حضورؐ نے بارہا فرمایا جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی جس نے علی سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا آپ نے فرمایا میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور علی سید العرب ہیں (ازلتہ الخلفاء صفحہ ۵۰۹) تخت خلافت سے کنارہ کش ہو کر حضرت امام حسن گوشہ نشین ہو گئے لیکن بنو امیہ کے بغض نے انہیں وہاں بھی چین سے جینے نہ دیا چنانچہ مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ انہیں زہر پلا کر شہید کر دیا، اب ہندہ کے بیٹے کا ستارہ بلندی پر تھا، ابوسفیان کے دل میں مکہ کا بادشاہ بننے کی جو تمنا تھی وہ اس کے بیٹے امیر معاویہ نے اس سے بھی شاندار پیمانے پر پوری کر دی۔ پیغمبر اسلام کے دوسب سے بڑے دشمنوں کا بیٹا یوں مسند خلافت پر متمکن ہوا، تقدیر کی اس سے بڑی بوالعجی دنیا کی تاریخ میں درج نہیں ہے، امیر معاویہ کے برسر اقتدار آتے ہی زمانہ جاہلیت کے عدیدی نظام نے اسلام کے جمہوری نظام حکومت کی جگہ لے لی۔ بے دینی اپنی تمام برائیاں لے کر عود کر آئی اموی حاکم اور سپاہی جہاں کہیں جاتے فسق و فجور کو اپنے جلو میں لے جاتے تھے حجاز اور عراق غاصب کے پنجے میں کراہ رہا تھا لیکن اس نے (معاویہ) نے اسلام کا ٹینوا ایسی مضبوطی سے دبا رکھا تھا کہ اس کا چھڑانا آسان نہ تھا جو زر و مال وہ بے دردی کے ساتھ رعایا سے وصول کرتا تھا وہ سب اپنے بھاڑے کے سپاہیوں پر خرچ کرتا تھا چنانچہ سپاہی شکایات کا گلا گھونٹ دیتے تھے اپنی وفات سے پہلے امیر معاویہ نے فوج کے عمائدین کو جمع کیا اور ان سے اپنے بیٹے یزید کے حق میں حلف وفاداری اٹھوایا جسے انہوں نے اپنا جانشین نامزد کیا۔ یہ تھا لے دے کر یزید کا حق منصب خلافت پر (اسپرٹ آف اسلام صفحہ ۴۵۶) آنریبل سید امیر علی۔

امیر معاویہ نے اپنے ملعون بیٹے یزید کی ولی عہدی کے لئے نامور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین اور تابعین کو مکہ بلوایا اور یزید کی بیعت کا حکم دیا لیکن صحابہ کرام نے ان کی بات نہ مانی تو امیر شام نے ہر صحابی کی گردن پر ایک ایک سپاہی کو کھڑا کیا اور حکم دیا کہ ان میں سے کوئی میری بات کاٹے تو فوراً اس کا سر قلم کردو اور بزور تلوار یزید کی ولی عہدی کا اعلان کردیا، کچھ لوگوں کو انعام و اکرام کا لالچ دے کر اور کچھ کو ڈرا دھمکا کر یزید کی بیعت کرنے پہ مجبور کیا (ابن لاثیر جلد ۳ ص ۲۵۲۔ طبری جلد ۲ صفحہ ۱۰۸) اور تمام تواریخ اسلام میں یہ واقعہ درج ہے اس کے بعد امیر شام کے حکم سے بنو امیہ کے ظالموں نے خانوادہ رسول کے افراد کو چن چن کر قتل کرنا شروع کردیا۔ افراد اہل بیت بنی امیہ کے دشمنی اسی پہ ختم نہ ہوئی بلکہ انہوں نے ہر جمعہ کو مسجدوں اور مسجد نبوی کے ممبر پہ چڑھ کر آل رسول اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر لعنت اور گالیوں کا سلسلہ جاری کیا اور حضرت حسن اور خانوادہ محمدیؐ کے لوگ بیٹھے سنا کرتے تھے۔

ایک جمعہ کی نماز کے موقع پر امیر معاویہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ پہ شب و شتم (گالی گلوچ) کر رہے تھے حضورﷺ کے ایک بزرگ صحابی حضرت حجر بن عدی الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب سے یہ برداشت نہ ہوا، انہوں نے حضورﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تعریف و توصیف کرنی شروع کردی بس اسی قصور کی پاداش میں امیر شام کے حکم سے حضرت حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کو گرفتار کرلیا گیا، امیر معاویہ نے تمام قیدیوں کو حکم دیا کہ علی سے برائت ظاہر کرو اور ان پر لعنت کرو ورنہ تمہیں قتل کردیا جائے گا ان حضرات نے کہا خدا کی قسم اگر میں قتل سے گھبرا بھی جاؤں تو بھی کوئی کلمہ ایسا نہ نکالوں گا جو خدا کی ناراضی کا باعث ہو، اس پر معاویہ نے چھ صحابہ کرام کو قتل کرادیا اور ساتواں کو زندہ زمین میں دفن کرادیا، مقتولین حضرت حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ شریک ابن شداد الحضرمی، صیفی

ابن فیصل الشیبانی، قبیصۃ العبسی، محرز ابن شہابا السعدی اسیمی، کرام ابن حیان العتری اور عبدالرحمٰن ابن حسان الغزی تھے۔ موخر الذکر معاویہ کے حکم سے زیاد نے زندہ دفن کر دیا تھا (ابن اثیر صفحہ ۸۲ تا ۸۴۔ طبری صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۷)

حضرت خواجہ حسن بصری :۔ کو حضرت حجر بن عدیؓ اور ان کے اصحاب کے قتل ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے کہا ان کی نماز جنازہ پڑھو، کفن دفن کرو، ان کا منہ قبلہ کی جانب کرو اور خدا کی قسم ان قبروں کی زیارت کرو۔ حضرت خواجہ حسن بصری کا قول ہے کہ معاویہ میں چار خصلتیں ایسی تھیں کہ اگر ایک ہی ہوتی تو باعث ہلاکت ہوتی (۱) ان کا امت میں تلوار لے کر نکلنا اور امر امت پر قابو کر لینا (۲) ان کا اپنے بعد اپنے حد درجہ کے نشہ باز شرابی اور برقماص بیٹے یزید ملعون کا خلیفہ بنانا (۳) ان کا زیاد سے الحاق نشب کرنا (۴) حضرت حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنا واویلا ہے حجر اور اصحاب حجر کے لئے (اب اثیر جلد ۳ صفحہ ۸ تا ۸۸) ابن سیرین کہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ جب معاویہ کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بار بار یہی کہتے تھے اے حجر بن عدی آج کا دن تیری وجہ سے اتنا لمبا ہو گیا۔ دمشق میں یکم رجب ۶۰ھ کو معاویہ کا مرض موت شروع ہو گیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو بلا کر کہا کہ بیٹا میں نے تمہارے لئے حکومت اور حکمرانی کا پورا بندوبست کر دیا ہے، مشکل امور کو تمہارے پیروں کے نیچے روند دیا ہے، دشمنوں کو ذلیل کر دیا ہے اور عربوں کی گردنوں کو تمہارے لئے روند دیا ہے اور اس قدر مال و متاع جمع کیا ہے کہ کبھی کسی نے اتنا جمع نہ کیا ہوگا۔ (ابن اثیر صفحہ ۱۲۲ طبری صفحہ ۱۴۴)

معاویہ بن ابو سفیان کی موت :۔ کے بعد یزید ملعون تخت بنو امیہ کا بادشاہ ہوا، یزید نے بزور طاقت حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیعت کرانی چاہی لیکن مکمل کفر کے آگے مکمل نور جھکنے کو تیار نہ ہوا اور اسی موروثی ملوکیت اور کفر سے بیعت کی انکار کی پاداش میں ۳ محرم تا ۱۰ محرم ۶۱ھ

طابق ۳۰ راکتوبر تا ۷ نومبر ۶۸۱ء تک حضرت امام حسین عالی مقام اور خانوادہ محمدیؐ کے پاک ونہالوں کا قتل اور معصوم شہزادی رسول ﷺ کے سروں سے چادر اتارنے والے اور انہیں پاؤں تھ میں بیڑیاں ڈال کر کوفہ اور دمشق کی گلیوں میں گھسیٹنے والے یہی یزیدی مسلمان تھے یزیدیوں کے ۲۲ ہزار کے لشکر میں ۷۰۰ حافظ قرآن بھی تھے۔ آذان، نماز، تلاوت قرآن ادھر بھی تھے اور ادھر بھی لیکن ہائے کیسے حافظ قرآن تھے کہ قرآن ناطق کو قتل کر رہے تھے۔ کلمہ محمدی پڑھ کر مسلمان ہوئے ور محمد ﷺ کے نواسے کو ہی قتل کر رہے تھے ایک لاکھ ۲۴ ہزار پیغمبر دنیا میں تشریف لائے لیکن کسی نبی کے امت نے اپنے نبی کی آل پر ایسا ظلم نہ ڈھایا ہوگا اور نہ تاریخ تہذیب عالم میں کبھی ایسا واقعہ گزرا ہے اور نہ گزرے گا۔ **(امام حسین علیہ السلام کے آخری الفاظ)** جب کربلا میں اموی یزیدی لشکر نے امام حسین کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو آپ نے ان منافق مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ لوگوں! میرے حسب ونصب کو یاد کرو سوچو کہ میں کون ہوں پھر اپنے گریبانوں میں منھ ڈالو اور ضمیر کا محاسبہ کرو، خوب غور کرو، کیا تمہارے لئے میرا قتل کرنا اور میری حرمت کا رشتہ توڑنا گوارہ ہے؟ لیکن جن منافقوں کو نبی ﷺ کے حرمت کا پاس نہیں جنہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغض وعداوت ہو، جنہیں خدا کے فرمان سے کوئی سروکار نہیں انہیں سرکار امام حسین علیہ السلام سے کیا محبت وہمدردی ہوسکتی ہے لیکن جنہیں روز قیامت کا خوف ہے جنہیں حضور ﷺ سے شفاعت کی امید ہے جنہیں اہل بیت نبیؐ سے پیار ہے وہ کل بھی اپنی جان خانوادہ نبی ﷺ پہ قربان کئے اور ان کی نسل آج بھی یاحسین یاحسین کہتے ہوئے آنکھیں آنسوں سے وضو کرتی ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ آخرت کا سہارا حسین ہیں۔ لہٰذا صوفیہ اسلام نے اسی عشق نبی اور عشق اہل بیت کی تعلیم دے کر دین محمدی کو پھیلایا۔

مدینہ منورہ کی پامالی :۔واقعات کربلا کے بعد اموی حکومت کے خلاف اہل مدینہ نے بغاوت کر دی ۔ سنہ ۶۳ھ بمطابق ۶۸۳ء میں جنگ حرہ واقع ہوا، یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ ملعون کی سرکردگی میں ۱۲ ہزار لشکر جرار اہل مدینہ کو سبق سکھانے کے لئے روانہ کیا، مدینہ فتح ہوا، یزید بن معاویہ کے لشکریوں نے تین دنوں تک شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا، عاشق اہل بیت کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ امام زہری کی روایت کے مطابق ۷۰۰ اصحابہ کرام، تابعین تبع تابعین اور دس ہزار عوام کو قتل کیا گیا اور غضب یہ کہ اموی درندوں نے گھروں میں گھس گھس کر بے دریغ کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی جس کی وجہ کر اہل مدینہ کی دو ہزار سے بھی زیادہ لڑکیاں زنا سے حاملہ ہوئیں، مسجد نبوی اور روضۂ رسول کے اندر گھوڑے باندھے گئے، حرمت مدینہ کو پامال کیا گیا۔ (ابن الاثیر جلد ۳ صفحہ ۳۱۰ تا ۳۱۳ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۷۰ تاریخ اسلام صفحہ ۱۹۴۔ تاریخ سیرین ۔ تاریخ ابوالفداء اور دیگر تواریخ اسلام میں یہ واقعہ محفوظ ہے)۔

کعبہ شریف پر حملہ :۔ ۲۶ محرم ۶۴ھ میں یزید بن معاویہ نے حصین بن نمیر ملعون کی قیادت میں ایک اموی لشکر جرار کے ساتھ مکہ معظّمہ پر حملہ آور ہوا، عبداللہ بن زبیر نے اموی لشکر کا مقابلہ کیا لیکن یزیدی لشکریوں نے حرم کعبہ کا بھی احترام نہ کیا اور خانہ کعبہ پر آگ اور پتھروں کی بارش کر دی جس کی وجہ کر کعبہ شریف کا دیوار ٹوٹ کر گر گیا کعبہ کی چھت جل کر راکھ ہوگئی غلاف کعبہ کو جلا دیا گیا آخر کار عبداللہ بن زبیر کی گردن کاٹ کر ان کی بیوی کی گود میں ڈال دیا گیا اور جسم کو سولی پر لٹکا دیا گیا تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور بنو امیہ کے خلاف زبان نہ کھولیں۔ (ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۲۱۶ طبری ج ۴ صفحہ ۳۸۳ البدا وانہایہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۵) تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۱۔ اور دیگر تواریخ اسلام میں یہ واقعہ محفوظ ہے)۔

ین محمدی اور صوفیاء اسلام :۔اصحاب صفہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین کے بعد
ور بنوامیہ تحریک کا قیام دوبارہ عمل میں آیا، صوفیاءاسلام اس ظالم اور موروثی ملوکیت کے خلاف
ف آراء ہوئے لیکن مروان بالحکم، عبیداللہ بن زیاد، مسلم بن عقبہ اور حجاج بن یوسف ملعون جیسے
ظالموں کے سامنے ٹھہر نہ پائے اور سرزمین عرب سے نکل کر مختلف ملکوں میں منتشر ہو گئے انہیں
صوفیوں نے پوری دنیا میں دین محمدی کو پھیلایا آج جو پوری دنیا میں حسینی، سنی، حنفی اور شافعی مسلمان
نظر آرہے ہیں انہیں صوفیاء کی بدولت ہیں عزاداری اور تعزیہ داری کے بانی یہی صوفیاء تھے اور اس
کا ماخذ صوفیاء اور ان کی نسلوں کے سینے تھے جہاں عزاداری امام حسین علیہ السلام کی رسومات محفوظ
تھیں جو نسل درنسل ایک کے بعد دوسرے کو منتقل ہوتی رہیں۔عجیب سانحہ ہے کہ جس اسلامی سیاسی
نظام کی بنیاد نبی کریم ﷺ نے ڈالی تھی اور جس کی پیروی مومنوں نے کی وہ تو ۶۱ھ میں ختم ہو گیا لیکن
جس موروثی ملوکیت کی بنیاد معاویہ بن ابوصفیان نے ڈالی وہ آج تک مسلم ممالک میں قائم ہے۔(راہ اسلام صفحہ ۸۱)

واقعات کربلا :۔کے تقریباً ساڑھے گیارہ سو ۱۱۵۰ سال بعد ابن تیمیہ کا ایک غیر مقلد عالم پیدا
ہوا، اس نے بنوامیہ اور اس کے باطل اصولوں کی بھرپور وکالت کی ابن تیمیہ کی حیات میں تو کسی نے
ان کی باتوں کو نہ سنا لیکن اٹھارویں صدی عیسوی میں شیخ عبدالوہاب نجدی نے ابن تیمیہ کی کتابوں
سے بھرپور استفادہ کیا اور وہ اس قدر متاثر ہوا کہ غلظ اور شدت پسندی میں ابن تیمیہ سے بھی کئی
ہاتھ آگے نکل گیا۔شاہ سعود کے ساتھ مل کر اس نے وہی سب کچھ کیا جو ابوصفیانی خاندان کی فطرت
تھی فرمان خداوندی اور سنت محمدی کو ٹھکرا کر خانوادہ رسول ﷺ کے ساتھ پھر وہی قتل اور غارتگیری
شروع کر دی گئی، پہلی جنگ ۱۹۱۴ تا ۱۹۱۸ء اور دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۸ تا ۱۹۴۵ء کے بعد ترک
سلاطین کمزور ہو گئے، خلافت عثمانیہ ترکیہ کی اسلامی مرکزیت ختم ہوگئی کعبہ اور مدینہ شریف کی وجہ کر

سعودی عرب کو عالم اسلامی مرکز کا مقام حاصل ہوگیا۔اب کون تھا جو عبدالوہاب نجدی کے وہابی اصولوں کی مخالفت کرتا پھر وہی بنو امیہ کی منافقانہ سیاسی سماجی اور مذہبی اصولوں کو عالم اسلام میں پھیلا دیا گیا۔عشق محمدی کو بدعت کہا گیا، روضہء رسول کو بڑا بت خانہ کہا گیا، عزاداری اور تعزیہ داری کو بت پرستی کہا گیا، جنت البقیع پہ بلڈوزر چلائے گئے ،صحابہ کرام اور شہدائے احد اور امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبروں کو حرم کی توسیع کے نام پر پامال کیا گیا ایک مضبوط سیاسی قوت مغربی ممالک کی منظور نظر حکومت اور قدرتی تیل کے دولت کے زعم میں عبدالوہاب نجدی کی خودساختہ مذہب (وہابی) کی بھر پور تبلیغ واشاعت ہوتی۔(تاریخ نجد وحجاج)

عزاداری اور تعزیہ داری:۔ ۱۳۰۰سو سال تک شرک وبدعت کا کوئی فتویٰ نہ تھا اور یاد حسین منانا باعث اجروثواب سمجھا جاتا تھا لیکن صرف ایک صدی میں جب وہابی مذہب نے زور پکڑا تو تعزیہ داری کو شرک و بدعت قرار دیا جب کہ دنیائے طریقت کے تمام خانقاہوں اور سلسلوں میں تعزیہ داری کو عین عقیدت ومحبت حسین مانا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل کے صوفیاء کرام یاد حسین منانا اپنے لئے باعث اجروثواب سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ خواجہ غریب نواز کے روضہ اجمیر شریف ، وارث پاک کے روضہ دیوا شریف ، روضہ شاہ باز کلندر بھاگلپور ، روضہ شاہ نیاز بے نیاز بریلی شریف ، روضہ مخدوم شاہ جہانیا جہانگست ، مخدوم کچھو چھہ شریف ، روضہ خواجہ فخر الدین چشتی شلوار شریف ، روضہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ، روضہ بابا فرید گنج شکر ، روضہ مخدوم شاہ یحییٰ بہاری منیری اور ہندوستان واطراف عالم میں ہزاروں ولیوں کے دربار میں تعزیہ داری ہوتی ہے۔ صدیوں سے لے کر آج تک ہندوستان پاکستان ، افغانستان ، عراق ، مصر کویت ، سنکیا نگ چینی ترکستان ، تاشقند (روس) ڈربن (جرمنی) ساؤتھ افریقہ کے علاوہ مجموعہ الجزائر ، رنجبار ،

رغاسکر، لکش دیپ، مالدیپ، موریشش، انڈمان نیکوبار وغیرہ میں تعزیہ داری ہوتی ہے عرب کے
یلجی ریاستوں میں جیسے بحرین مسقط، عمان وغیرہ میں تعزیہ داری ہوتی ہے عرب ہی نہیں بلکہ دنیا
کے تمام خطوں میں یاد حسین منایا جاتا ہے، گوکہیں کہیں طریقے میں فرق ہوسکتا ہے صرف سعودی
عربیہ اور قطر اسٹیٹ جہاں وہابیہ حکومت قائم ہے تعزیہ داری کو بزور شاہی طاقت روکتے ہیں، اگر
تعزیہ داری شرک وبدعت ہوتی تو ہمارے ولی اللہ کبھی تعزیہ داری نہ کرتے کیونکہ اللہ کے ولی شرک و
بدعت کا حکم نہیں دیتے بلکہ دنیا کے انسانوں کو حضرت حسین سے عشق ومحبت کا درس دیتے ہیں مملکت
سعودی عربیہ (وہابیہ) سے ہمیں سبق لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ تمام برائی جو امام الانبیاء
ﷺ نے ختم کر دیا تھا آج اسی عرب میں رواج پاچکا ہے، مذہب اسلام میں ملوکیت اور بادشاہت
کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ اسلامی نظام قانون جمہوری ہے جبکہ عرب میں جمہوریت کے بجائے
بادشاہت کا سکہ چلتا ہے۔ ہندوستان میں خواجہ معین الدین چشتی نے پہلے اجمیر کو اپنا مرکز بنایا پھر
چشتیہ سلسلہ کے بزرگوں نے شمالی مشرقی اور جنوبی ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کی ان چشتی صوفیاء
نے گاؤں اور قصبات میں تبلیغ کا کام کیا ہندوؤں کے درمیان رہ کر تبلیغ کرنا آسان نہ تھا اس لئے
انہوں نے خانقاہ کے دروازے ہندوؤں کے لئے کھول دئے، صوفیاء کے اسی تبلیغ مشن نے
ہندوؤں کو کافی متاثر کیا چونکہ نیچی ذات کے ہندو مندروں میں نہیں جاسکتے تھے لیکن امام باڑوں
میں ہونے والی عزاداری حسین میں شرکت کرنے لگے، آہستہ آہستہ تعزیہ داری اور عزاداری حسین
ان کی زندگی کا حصہ بن گئی اس کے لئے تبدیلی مذہب کی کوئی شرط نہ تھی مسلمان تو رسول کے پیرو تھے
اور محبت اہل بیت کو اجر رسالت سمجھ کر عزاداری اور تعزیہ داری میں شامل ہوتے تھے لیکن ہندو اپنے
دھرم پہ قائم رہتے ہوئے حسین کے غلام بن گئے اور دھیرے دھیرے اسلام قبول کرنے لگے۔ یہ

ان صوفیاء کی کرامت ہی کہی جاسکتی ہے اور ہندوستان میں دین محمدی کی تبلیغ وترقی حضرت امام حسین ہی کا صدقہ ہے۔آج ہندوستان میں حسین کی عزاداری اور تعزیہ داری نہ ہوتی تو صوفیائے اسلام ہندوؤں کے بیچ اسلام کو پھیلانے میں اس قدر کامیاب نہ ہوتے۔

نبی کریمؐ نے فرمایا حسین منی وانا منا الحسین، ترجمہ: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، یعنی اشاعت دین کی ذمہ داری میری ہے اور محافظ دین حسین ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے فرمایا حق کا کے بناء لا الہ ہشت حسین، ترجمہ حق تو یہ ہے کہا لا الہ الل اللہ کی بنیاد حسین ہیں لہٰذا ہم سنی، حنفی، حسینی مسلمان حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعزیت کے لئے اللہ کے حکم کے مطابق اہل بیت سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے تعزیہ کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر حسین سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہیں آج دنیا کے ۹۰ فیصد مسلمان سنی، حنفی، حسینی ہیں امام اعظم حضرت ابوحنیفہ کے نزدیک ایسے لوگ جو آل رسولؐ اور حضر علی کرم اللہ وجہہ سے دشمنی کی ہے وہ باغی ہیں اور حافظ شیرازی نے فرمایا جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت کا دوست نہیں وہ کافر ہے خواہ وہ کوئی عالم دین ہو، زاہد ہو، شیخ ہو یا پیر طریقت ہو۔

آں را کہ دوستی علی نیست کافراست　　　گوزاہد زمانہ یا شیخ راہ باس

یاد حسین علیہ السلالم کو تعزیہ داران عبادت کا ایک رکن مانتے ھیں:۔تعزیہ داران محرم میں یزیدی ظلم وستم کے کوفی داستانوں کو اس لئے دہراتے ہیں کہ حق و باطل کی تمیز ہو جائے کہ کون کون محبان رسول وآل رسول واطہار ہیں اور کون کون دشمنان رسول وآل رسول ہیں تعزیہ داری حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد آوری ہے۔شعائر اللہ ہے اور بیشک حسین اور تعزیہ حسین پاک اللہ کی نشانی ہے اور قرآن پاک میں ہے۔ومن یعظمہ شعائر اللہ

انما من تقوی القلوب، ترجمہ: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے تقوے کی نشانی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے جن کے قلوب تقوے سے پر ہیں، تعزیہ کو دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہوجایا کرتے ہیں اور دنیا کے تمام ولی اللہ تعزیہ کی تعظیم کا حکم دیتے ہیں اور سابقہ اولیاء اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے کیونکہ تعزیہ کو دیکھ کر حضرت حسین کی یاد آتی ہے اور حضرت امام حسین کی یاد آتے ہی تعظیم لازم ہوجاتی ہے اور جو لوگ اسے خرافات، شرک و بدعت سمجھتے ہیں وہ دراصل حضرت امام حسین کی تعظیم ہی نہیں کرتے اور جو لوگ حسین کی تعظیم نہیں کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں وہ یا تو صرف ۱۰۰ سال پرانی مذہب وہابی سے تعلق رکھتے ہیں یا پھر وہ منافق ہیں کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا احترام ومحبت تمام مسلمانوں پہ فرض ہے اور یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اہل بیت سے محبت ومؤدت کرنا اللہ کا حکم ہے اور یہی دین محمدیؐ کا حکم ہے البتہ دین وہابیت والے اس کے منکر ہیں، اللہ سے ہم تعزیہ داری حسینیوں کی یہ دعا ہے کہ ہم لوگوں کا حشر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہو اور جو منکر ہیں ان کا حشر ان کے آقاؤں کے ساتھ ہو، قرآن پاک میں اللہ نے دوبارہ فرمایا، ان االصفاء والمومنین شائر اللہ، ترجمہ: بیشک صفاومروہ شعائر اللہ ہے اللہ کی نشانی ہے صفاومروہ حضرت حاجرہ کی پانی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کی یادگار ہے۔

مقام ابراہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے چونکہ آپ نے اس پتھر پہ کھڑے ہوکر کعبہ کی تعمیر کی تھی وہاں پر دو رکعت نماز ادا کئے بغیر حج پورا نہیں ہوسکتا۔ ہر حاجی پہ لازم ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دے اس کالے پتھر کو بوسہ نہ دیا جائے تو تمام دنیا کے عالموں کا اس پہ اتفاق ہے کہ حج نہیں ہوگا، مقام عرفات حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کی ملاقات کی یادگار ہے، غار حراء حضور کی چلہ کشی کی یادگار ہے اسی طرح تعزیہ بھی بنا جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی یاد آوری ہے، تعزیہ دار

لوگ تعزیہ کو شعائر اللہ سمجھتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں، شعائر اللہ (اللہ کی نشانی) سے وہ اشیاء مراد ہیں جو اللہ یا اللہ کے نبی یا امام یا قرآن کے ساتھ منسوب ہو جائے، مثلاً مسجدیں، قرآن، سنگ اسود، فاتحہ صالح، منبر رسول اللہ، تبرکات انبیاء مثل عمامہ عصاء، نعلین رسول اللہ، پیرہن مبارک وغیرہ ہر سال حج کے موقعہ پر حاجی ومصری دو محملیں حضرت عائشہ کی بنا کر بڑے تزک واحتشام کے دھوم دھام کے ساتھ علماء مشائخ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر لاتے ہیں تاکہ حضرت عائشہ کی یاد آجائے۔

۶ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو بابری مسجد شہید کیا گیا اور ہر سال ۶ر دسمبر کو ہندوستان کے تمام مسلمان بابری مسجد کی شہادت پہ یوم سیاہ مناتے ہیں، اینٹ پتھر کی بنی ہوئی مسجد کے شہید ہونے پہ مسجد کی یوم شہادت مناتے ہیں تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی یوم شہادت منانا کیوں ضروری نہیں وہ حسین ہی تو ہیں جنہوں نے سر دے کر دنیا کی تمام مسجدوں کو ویران ہونے سے بچالیا۔ تعزیہ تمام علماء وصالحین سلف و اولیاء کرام ومشائخ عظام کی نگاہ میں مستحسن ہے۔

قاتلان امام حسین ور قاتلان خانوادہ رسول کو زمانہ نہ کبھی بھول پایا ہے نہ کبھی بھول پائے گا کیونکہ ہر سال محرم کی پہلی تاریخ سے لے کر چالیس دنوں تک پوری دنیا میں عزاداری، تعزیہ داری، علم برداری، ذکر شہادت، کھچڑا، سبیل، حلوہ، شربت اور ذکر حسین کی محفلیں سجانے والے حسینی مسلمان شہداء کربلا کی یاد مناتے ہیں اور اہل بیت نبی کی نورانی، روحانی شخصیات سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے فرمان کے مطابق سکون قلب کا سامان پیدا کرتے ہیں کیونکہ محبت حسینی محبت رسول ﷺ ہے اور محبت رسول کے بغیر کوئی بھی مسلمان مومن نہیں ہو سکتا، حسین کا دیدار محمد ﷺ عربی کا دیدار ہے حسین مہر نبوت کے سوار ہیں، حسین سے محبت کرنا حکم پروردگار ہے جو سنی، حنفی مومن ہیں وہ حسین کے طرفدار ہیں جو دل سے حسینی ہیں وہ تعزیہ دار ہیں کیونکہ حضرت اسمٰعیل

علیہ السلام کی قربانی کا حکم ہوا تو بدلے میں دنبہ کٹا تو اس دن کی یاد کو ہم لوگ بقرعید کے تہوار کے نام سے مناتے ہیں اور کربلا میں نواسہ محمد ﷺ و آل محمد ﷺ کا گردن کٹا تو اس دن کی یاد کو ہم لوگ یوم عاشورہ کے طور پر کیوں نہ منائیں جبکہ ہم مسلمان ملت ابراہیم ہیں لیکن امت محمدی ہیں، سنت ابراہیمی منائیں تو سنت محمدی کیوں نہ منائیں، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وفدینہ بذبح عظیم وترکنہ علیہ فی ال آخرین۔ ترجمہ: اے ابراہیم! بخش دیا (اسمٰعیل) کو بڑی قربانی سے اور چھوڑ دیا تیرے آخر (کربلا) والوں کے لئے: یعنی وفدینہ بذبح عظیم میں حضرت اسمٰعیل کو خدا نے بچالیا اور ترکنہ علیہ فی الاخرین میں چھوڑ دیا وہ عظیم قربانی زمانہ آخر والوں یعنی آل اسمٰعیل کربلا والوں کے لئے زمانہ آخر میں جو عظیم قربانی پیش کی گئی۔ حضرت ابراہیم کے فرزند حضرت اسمٰعیل کی خوابیدہ قربانی کو حضرت سید فاطمہ کے لخت جگر حضرت امام حسین علیہ السلام نے مکمل کر دیا۔ ہم امت محمدی ہیں اس لئے تعزیہ کو سامنے رکھ کر آیت قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں حضرت امام حسین کی صبر و بہادری کی داستان پڑھتے ہیں اور یزیدی ظلم کے خلاف احتجاج کرتے ہیں ان دنوں وہابی اور تبلیغی جماعت میں یزید ملعون کو جنتی ثابت کیا جا رہا ہے اور اس بات کا برملا اظہار کرنے میں ذرا بھی شرم و ہچکچاہٹ ان یزیدوں کو نہیں ہوتی، ہم حسینیوں کی دعا ہے کہ ایسے لوگوں کا حشر یزید ملعون کے ساتھ ہو اور ہم تعزیہ دار حسینیوں کا حشر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہو۔ تعزیہ دار قیامت تک ختم نہ ہوں گے کیونکہ تعزیہ داری میں بے پناہ روحانی قوت موجود ہوتی ہے، روحانی قوت کو ختم کرنا انسانوں کے بس کی بات نہیں اسی لئے ولی اللہ جو روحانی قوت کے مالک ہوتے ہیں ان کی روحانی قوت اور برکت تعزیہ اور تعزیہ داروں کے ساتھ ہوتی ہے اس لئے ہر وہ انسان ہمارا بھائی ہے جو تعزیہ داری میں شریک ہو کر حضرت امام حسین سے عقیدت و محبت کا اظہار کرتا ہو چاہے وہ کسی قوم یا کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

اور ایک عاشق اہل بیت ہندو شاعر نے بڑی عجیب بات کہہ دی۔

خدا کا شکر ہے ہم ہندوؤں پر کوئی شبیر کا قاتل نہیں ہے

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم ہندوستانی جمہوری ملک میں زندگی گزارتے ہیں ورنہ ہمیں بھی وہابیت اور بادشاہت کے قانون کے مطابق مذہبی اور سماجی زندگی گزارنے پہ مجبور ہونا پڑتا جو لوگ ہندوستان میں شاہ سعود کی خود ساختہ اسلامی قانون اور ملا محمد عمر کی جبری قانون اور پاکستان کی فوجی قانون کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ دراصل اس ملک کے غدار ہیں اور انہیں ہندوستان میں پیدا ہونے اور رہنے کا کوئی حق نہیں ہے اسلامی محمدی قانون کا مزاج جمہوری ہے اور خواجہ غریب نواز کی برکت سے ہندوستان کا قانون بھی جمہوری ہے اس لئے ہمیں اپنے ملک کے جمہوری مزاج اور قانون پہ فخر ہے یہ الگ بات ہے کہ کرسی کی لالچ میں چند فرقہ پرستوں نے ہندوستانی جمہوری نظام کو یرغمال بنا رکھا ہے لیکن یہ دیرپا نہیں ہے ہندوستان میں جمہوریت تھی جمہوریت ہے اور جمہوری قانون ہی چلے گا، فرقہ پرستی چاہے ہندو کی ہو یا مسلمان کی ہوا سے ختم ہونا ہی پڑے گا اس لئے کہ یہ ملک صوفی سنتوں کا ہے اور صوفی سنتوں ں کے دیش میں محبت کا قانون ہی چل سکتا ہے۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا ہندی ہیں ہم وطن ہیں ہندوستاں ہمارا

ہم اہل طریقت ہیں صوفیاء اسلام اور حضرت امام حسین کے عقیدت مند ہیں اسی لئے صوفیاء کرام کے نقطۂ نظر سے ہر انسان کو اپنا بھائی اور ہر مذہب کا یکساں احترام کرتے ہیں، جو لوگ انسانیت سے محبت کرتے ہیں ہم ان کا دل سے احترام کرتے ہیں جو ملک دشمن، سماج دشمن اور انسانیت کے دشمن ہیں وہ اس ملک کے دشمن ہیں اور جو اس ملک کے دشمن ہیں وہ ہمارے دشمن ہیں

کیونکہ حضرت امام حسین کو ایسے ہی قریبی دشمنوں نے میدان کرب وبلا میں بے دردی سے شہید کیا، خدانہ کرے کہ بھارت پہ ایسے کسی معلون و منحوس کا سایہ پڑے۔

ہمارا ملک بھارت :۔دنیا کا سب سے بڑا جمہوری ملک ہے، اس ملک میں کسی بھی طرح کی فرقہ پرستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس ملک میں تمام مذاہب کے پیروکاروں کو یکساں حقوق حاصل ہیں اور ہر سچے ہندوستانی کو چاہیئے کہ اس ملک کے قانون کا احترام کریں اسی قانون ہند کے مطابق بنیادی حقوق، آزادئ تحریر، آرٹکل ۱۹(۱)(اے) کے تحت ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو اپنی اچھی باتوں کی تبلیغ واشاعت کا حق حاصل ہے۔

انجمن غلامان آل رسول ﷺ :۔نے بھی ہندوستانی قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اس کتابچہ میں تمام حوالہ مستند علمائے اہل بیت، محدثین اہل بیت، محققین اہل سنت کی کتابوں سے دیئے گئے ہیں۔ رافضی شعیہ کسی دوسرے مکتبہ فکر کے کتابوں سے کوئی حوالہ نہیں لیا گیا ہے اور علمائے اہلسنت کی یہ تمام پرانی کتابیں بھارت کی سب سے بڑی لائبریری، نیشنل لائبریری میں موجود ہیں اور حکومت ہند کی تحویل میں ہیں ہر شخص بلا روک ٹوک ان کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں اس کے باوجود بھی کسی بھی فرد یا ادارہ کو اس کتابچہ پہ اعتراز ہو تو قانونی چارہ جوئی صرف کولکاتا کی عدالت میں ہوگی، علماء اسلام سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ فتوئ بازی کے بجائے اسلامی وتواریخی کتابوں وحقائق کا مطالعہ کریں بات بالکل صاف ہو جائے گی جو لوگ نیشنل لائبریری کی رسائی سے دور ہیں وہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی کتاب، خلافت وملوکیت کا مطالعہ کر سکتے ہیں اس میں وہ تمام حقائق موجود ہیں جو لائبریری کی اصل کتابوں میں ہیں کتب بین حضرات کی آسانی کے لئے کتابوں کا نام اور بک نمبر نیچے دئے جا رہے ہیں تا کہ آپ حضرات کو مطالعہ میں آسانی ہو۔

قرآن شریف	تفسیر ابن کثیر، نور القلوب	
ترجمہ صحیح بخاری شریف	حضرت امام بخاری	U297.13A349jm
ترجمہ جامع ترمذی شریف		U297.13A356jf
کامل ابن اثیر		U953.I125Kvol.3-4pt1
طبری		U953,T11Itvol.3pt1
ازالۃ الخلفاء	حضرت ولی اللہ محدث دہلویؒ	U297.90Sh617ivol.1-2
تاریخ خلفاء	حضرت مولانا جلال الدین سیوطیؒ	U939.47Su944ti
تاریخ اسلام	عبدالحلیم شرر	U939.47A172vol.1-2
تاریخ ابن خلدون	ابن خلدون	U9001137kh
تاریخ خلافت	عبدالماجد بدایونی	U297.09A224t
اشرف التواریخ	سید شاہ محمد اکبر	U297.09Mu542asvoll.1-2
خلافت بنوامیہ	مطبوعہ کراچی	U.297.07I125amvol.1-2
ابوالفداء	قلمی نسخہ	U297.09A362tvol.1-2
امارت معاویہ	مراۃ الحقائق	U297.09A365mvol.192
شمس التواریخ	مولوی سعادت اللہ	U297.09V663Svol.1.2.3
تاریخ اسلام	معین الدین احمد ندوی	U297.09Mu686tvol.1.2.3.4

معین الارواح	انتظام اللہ صحابی	U922.97Mu686hiki
روح اسلام۔اسپرٹ آف اسلام	آنریبل سید امیر علی	
مخزن الخزائن	شاہ نیاز بے نیاز بریلوی رحمتہ اللہ علیہ	
تاریخ نجد وحجاج	مفتی عبدالقیوم قادری ہزاروی	
براہین قاطعہ جواز تعزیہ	صوفی بسمل شاہ قمری ہند رحمتہ اللہ علیہ	
معارج النبوۃ نقش مصطفیٰ ﷺ	حضرت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہرویؒ	
اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ	
کشف المحجوب	حضرت داتا گنج بخش علی ہجوری لاہوریؒ	
صواعق محرقہ	علامہ ابن حجر الہیتمی رحمتہ اللہ علیہ	

مسند امام احمد بن حنبل، غنیتہ الطالبین، حیات حضرت امام ابو حنیفہ، حالات حضرت امام شافعی، مناقب حضرت خواجہ غریب نوازؒ، راہ اسلام، راحتہ القلوب، جوامع الکلم، کرامات رزاقیہ، فتاوہ عزیزیہ، شام کربلا، تبصرۃ الایمان، اضافات الیومیہ، انوار الرحمٰن التنویر الجنان، دافع الزام عنی جواز التعزیہ من الادلتہ الشریعتہ، ارشاد النیم لدفع الثیم، رسالہ ازالتہ الادہام، کرامات نظامیہ، مشکوۃ حقانیہ، خلافت و ملوکیت، تہذیب التہذیب، شہید اعظم، شہید ابن شہید، آمنہ کا لال، مدارج النبوت، روزنامہ سیاست محرم نمبر حیدر آباد دکن ۲۰۰۲ء

تعزیہ داروں سے اپیل

مذہب اسلام سراپا پاکیزہ مذہب ہے اس کی ابتدا و انتہا پاک ہی پاک ہے۔ اس لئے ہم تعزیہ داروں کا ہر طریقہ پاک ہونا چاہئے۔ محرم میں پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھے اگر نہ ہو سکے تو ۹ اور ۱۰ محرم کے روزے ترک نہ کرے بڑا ثواب ہے۔ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے فرمایا کہ فقیر مشرق سے مغرب تک مشائخ روئے زمین سے ملا سب کا یہی معمول تھا جو کہ اعمال عاشوراء میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔ اول غسل دوسرے نماز عاشوراء تیسرے روزہ، چوتھے آنکھ میں سرمہ لگانا، پانچویں یتیم کے سر پر دست شفقت پھیرنا، چھٹے دو مسلمانوں میں صلح کرا دینا، ساتویں کھانا زیادہ پکوانا اور بچوں کو کھلانا، آٹھویں ملاقات حاکم کی کرنا، نویں عیادت مریض کی کرنا، دسویں دعائے مغفرت والدین و جمیع مومنین کو کرنا۔

نوٹ:۔ تعزیہ شریف میں شرکت فرمانے والے حضرات سر پر ٹوپی ضرور رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان بھائی کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

فقط خاکپائے اولیاء

صوفی سعید مظہر اشرفی غفرلہ

